علی اے جعفری
ترجمہ
پروفیسر وائی۔ ایس طاہر علی

قدیم آریائی عہد کا سندھ اور اس کے باشندگان

وادیٔ سندھ میں سکونت کے وقت سے عہد ہخامنشیان تک

ایک خوب صورت، خوش نما اور خوش رنگ ... گھوڑے کے مانند دریائے سندھ اپنی تاب و توانائی کے ساتھ بغیر کسی روک ٹوک کے علاقے کو سیراب کرتا ہے۔ وادیٔ سندھ میں اچھی نسل کے گھوڑوں کی فراوانی ہے اور گوناگوں لباس اور گاڑیوں سے یہ سرزمین بھری پڑی ہے۔ یہ سرزمین سونے کے زیورات سے اور بے پناہ قدرتی وسائل سے مالا مال ہے۔ یہاں ہری گھاس، بہترین قسم کا اون اور میٹھے شہد کی کمی نہیں ہے۔ (سندھو کشت۔ رگ وید کا ایک سندھی منظر)

آریائی دنیا

بیشتر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بنی نوع انسان کا ایک گروہ جو خود کو آریہ[1] کہتا تھا۔ چار ہزار سال قبل اپنے کھیتوں اور چراگاہوں سے نکل کر اُن علاقوں میں جا بسا

۱۔ سنسکرت میں آریہ۔ اوستا میں آئیریا۔ قدیم فارسی زبان میں اَری یا۔ آریہ لوگ انڈو یورپین قوم کی ایک شاخ کا زیریں خاندان ہے۔

جو ماوراءالنہر، بحرہند، دجلہ اور گنگا سے گھرا ہوا تھا۔ ان علاقوں کو اس گروہ نے بہت جلد ایک آریائی ملک بنالیا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آریہ لوگ دو الگ الگ ٹولیوں میں نکلے۔ ایک ٹولی ایسی تھی کہ جس کے افراد کا بولنے کا لہجہ کرخت تھا اور دوسری کا نرم[1]۔ اوّل الذکر سب کے سب ایک بڑے جتھے میں پہلے نکلے اور مشرقی سمت میں جا بسے۔ ثانی الذکر بعد میں چلے اور انہوں نے ایران کی سطح مرتفع پر سکونت اختیار کی۔ ان میں سے کچھ ایران سے بھی آگے نکل گئے۔ اس گروہ کی ہجرت اب بھی مشرق کی طرف جاری ہے[2]۔ گرچہ وہ چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں ہوتی ہے اور وہاں پہونچ کر وہ فوراً کرخت لہجے والوں میں گھل مل جاتے ہیں۔

سپتا سندھو

سندھو یا دریائے سندھ کا تذکرہ ویدوں میں اس طرح آیا ہے۔ "یہ ایک سنہری رنگ کا بہتا ہوا دریا ہے جو برف پوش پہاڑوں سے نکل کر جنگلوں میں ٹھاٹھیں مارتا ہوا زرخیز علاقوں سے گزرتا ہے اور بحر محیط میں جہاں سورج غروب ہوتا ہے جا گرتا ہے۔" اس عبارت سے کم و بیش دریائے سندھ کے شمالی اور جنوبی حدود معلوم ہوتے ہیں یعنی کوہ ہمالیہ اور بحر ہند۔ یہ دریا ... دریائے نیل کے برعکس کئی ندیوں پر مشتمل ہے جو ادھر اُدھر سے آکر اس میں شامل ہوجاتی ہیں۔ اس کی کئی شاخیں ہیں اور یہ اپنے معاون ندیوں کا پانی لے کر سمندر کی راہ اختیار کرتا ہے۔ اُن معاون ندیوں کے نام یہ ہیں:-

پروسنی (راوی)۔ اسکنی (چناب)۔ وتستا (جہلم)۔ کُبھا (کابل)۔ کرومو (کُرّم)۔ گومتی (گومل) وغیرہ۔ عام طور سے یہ سات دریا سمجھے جاتے ہیں اور سپتا سندھو کہلاتے ہیں۔ جس سرزمین کو یہ سیراب کرتے ہیں اُس کے ارد گرد تین[3] ریگستانی علاقے ہیں۔ مشرق میں راجستھان

---

[1] نرم لہجے والے عموماً "س" کو "ہ" سے اور "ک" کو "س" سے بدل دیتے ہیں۔ وہ چند حروف علت کو لمباتے ہیں اور ناک سے ادا کرتے ہیں، اور حروف صحیحہ کو اس طرح بولتے ہیں کہ گویا ہوا باہر کی طرف نکلتی ہو۔ سپتاسندھو۔ ہپتہ ہندو سرسوتی ہرکس وینی، ہرہ وتی سرایو ہرویو، ہریوا سہسرا ہزارا سخا منش ہخا منش (ہخامنش) مترا میترا

[2] بلوچی اور پٹھان اب تک وادی سندھ میں آرہے ہیں۔

مغرب میں بلوچستان اور جنوب میں کچھ -

یہ زرخیز علاقہ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ایک وسیع خطے کا حصہ تھا ۔ نرم لہجے والوں کی اوستا میں آریائی دنیا یا ائیرنام دہیو کے حدود یوں بیان کئے گئے ہیں - شمال میں دریائے رنہا ہے جو آب آمو کہلاتا ہے - جنوب میں وسطی زمین ہے جس سے غالباً مکران مقصود ہے ۔ مشرق میں دریائے ہندو ہے اور مغرب میں بھی اک دریائے ہندو ہے جو کسی اور جگہ ہرویو کے نام سے مذکور ہے اور ہرات میں وہ آج ہری رُود کہلاتا ہے ۔ یہ رگ وید کے رسا ۔ سندھو اور سرائیو سے بالکل ملتے جلتے معلوم ہوتے ہیں ۔ رسا اور سرایو کا محل وقوع اس خطے میں تھا جسے آریاؤں نے عرصۂ دراز پہلے ترک کردیا تھا اور ان دونوں کو ایرالا کے افسانوی دریا کہہ کر بھلا دیا تھا ۔ آریاؤں کے نزدیک چوتھی سمت میں بحر محیط تھا جو اوستا میں زریا ووروکسا (یعنی ایک طویل سمندری ساحل) کے نام سے موسوم ہے اور سنسکرت میں کچھ کہلاتا ہے -

اوستا میں جن سولہ خطوں کے نام گنائے گئے ہیں اُن میں ایک ہپتہ ہندو ہے جو سطح مرتفع سے بالکل باہر ہے ۔ اس خطے میں موسم گرما کی تمازت اور مقامی لڑکیوں کا قبل از وقت بلوغت کو پہونچنا ایسے واقعات ہیں جو سرد ملک کے اوستا والوں کے لئے مثالی ہوگئے ہیں -

بُنْدہشن ایک کتاب ہے جو وسطی فارسی میں ۱۴۰۰ ق ۔م لکھی گئی تھی ۔ اس کتاب میں عہد ماقبل ہخامنشیان کے جغرافیائی حالات نہایت دیانت داری سے اور بعض اوقات صداقت سے لکھے گئے ہیں ۔ اسی میں لکھا ہوا ہے کہ دنیا میں صرف دو بڑے دریا ہیں ایک آرنگ اور دوسرا ویہہ ۔ یہ دونوں شمالی پہاڑوں سے نکلتے ہیں ایک مغربی سمت سے اور دوسرا مشرقی سمت سے ۔ دریائے ویہہ جب سرزمین سندھ (سندھ بھومی) سے گزرتا ہے تو مِتران کہلاتا ہے وہ بحر ہند (ہندوستان زرایا) میں جاکر گرتا ہے ۔ دوسرا دریا غالباً آکسش (دریائے آمو) ہے

اہالیان سندھ

آریا لوگ ایک وسیع ملک میں آباد ہو گئے تھے۔ عہد اوستا میں وہ ہمیں[۱۴] سولہ علاقوں میں بسے ہوئے ملتے ہیں۔ خاندانی اور قبائلی ناموں کے علاوہ اس کی پہچان کا طریقہ علاقائی بھی ہوگا[۱۵] تاکہ وہ مجموعی طور پر پہچانے جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ دو ہزار پانچ سو سال قبل ہخامنشی بادشاہوں نے چٹانی کتبوں میں تینتیس[۳۳] صوبوں میں سے سولہ[۱۶] آریائی صوبوں کے نام دیئے ہیں۔ ان میں ایک ہندو (سندھو) ہے اور اُس کا توصیفی صیغہ ہندوئیہ (سندھی) ہے۔

یہ سب سے پہلی سند ہے کہ لفظ سندھی اس وادی کے رہنے والوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ سنسکرت میں لفظ سندھو (جمع کے صیغہ میں) سب سے پہلے سندھ کے رہنے والوں کے معنی میں مہابھارت میں آیا ہے جو ۳۰۰ء کی ایک کتاب[۵۲] ہے۔

ایرانیوں کے تلفظ کا خیال رکھ کر یونانی معاصرین نے بھی لفظ انڈوز، انڈیا اور انڈوئی استعمال کئے ہیں اور یہ دوسری سند ہے کہ الفاظ سے اُن کی مراد اہالیان سندھ تھی[۵۳]۔

معاشرہ

رگ وید کے مطابق اہالیانِ سندھ وادیٔ سندھ میں آباد تھے اور انہوں نے اس علاقے کو پورا پورا آریائی علاقہ بنا دیا تھا۔ غیر آریائی لوگوں کا ہمیں کہیں ذکر نہیں ملتا۔ دَسا۔ دَسیوں اور پانی کا اکثر ذکر آتا ہے مگر اس کا زمانہ بہت قدیم ہے اور ان کا تعلق شمال میں برفانی پہاڑوں کے ایک دیو سے ہے۔ یہ دیو ایک قابلِ ذکر سرد اور خشک سال زمانے کا برفانی تودہ ہے جو کبھی نہیں پگھلتا۔ اس کا نام آہی (سانپ) اور وِرِترا (روکنے والا) ہے جو

---

۴۹ پارادتا، رگ وید میں شمالی پہاڑوں کے ایک دولت مند قبیلے کا نام ہے۔ اس لفظ کا اوستا کے پاؤروتا سے جو شمالی پہاڑوں میں رہتے تھے۔ موازنہ کیجیے۔ ۵۲ مہابھارت میں تقریباً بیس ہزار شلوک ہیں۔ اس کتاب کے کئی مصنف اور مدیر ہو گزرے ہیں۔ بہت سوں نے اس میں الحاق بھی کیا ہے۔ چند لوگوں کا خیال ہے کہ یہ وہی جنگ ہے جو دس راجاؤں نے کی تھی اور جس کا رگ وید میں ذکر ہے اس کو بڑھا چڑھا کر ہلاکت خیز بتایا گیا ہے۔ کچھ اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ ایک مقامی جنگ تھی جو ۹۰۰ ق م کے لگ بھگ لڑی گئی تھی اور اس میں مبالغہ آمیزی کر کے ہندوستان کے تمام قبائل کو شامل کر دیا گیا ہے۔ یہاں پہنچ کر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ دہلی کے شمال میں کروکشیتر کے میدان میں سندھیوں نے اور دوسرے دور افتادہ لوگوں نے شرکت کی۔ ۵۳ یہ بات بھی بڑی دلچسپ ہے کہ وسط ایشیا کے ایک قبیلہ دَہا اور دَہیُو (ایرانیوں کا ملک) کا موازنہ کیجیے۔ دسیو کے معنی ہیں اجنبی لوگ۔ (باقی حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

ہندی وایرانی کتھاؤں سے تعلق رکھتا ہے۔ بنابریں یہ ویدوں سے قبل کا زمانہ ہے۔[1] دَسا۔ رسبو اور پانی کے پاس سونا اور مویشی کافی ہیں۔ وہ پتھر کے قلعوں میں رہتے ہیں جو بلند پہاڑوں میں رَسا کے اس پار واقع ہیں۔ انہوں نے دریاؤں پر اپنے لئے بند تعمیر کئے تھے۔ دراصل ایک دوسری عبارت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ مشرق میں رہتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اُس عہد میں آریہ لوگ پامیر کے مغرب میں کسی جگہ رہتے تھے۔ ایک اور عبارت سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ اُن کے سحر نہ تھے اور اُن کی بولی بھی غیر معروف تھی۔ اُن کا رنگ کالا تھا اور وہ غیر آریہ تھے۔ کیا یہ لوگ منگول نسل کے ہو سکتے ہیں؟

بہرکیف یہ سندھو تمدن والے لوگ نہیں تھے جو لق ودق میدانوں میں رہتے تھے اور جن کے مکانات اینٹوں کے بنے ہوئے تھے۔

ویدوں کے عہد کے سماج کے بارے میں کافی مواد موجود ہے۔ میں اُن کا اعادہ نہیں کرنا چاہتا۔ مجھے تو ان کا خلاصہ لکھنا مقصود ہے تاکہ کچھ نتائج اخذ کئے جائیں۔ یہ سماج دو بڑے گروہوں میں بٹا ہوا تھا ایک اعلیٰ اور دوسرا ادنیٰ۔ اعلیٰ گروہ کے افراد سلجھے ہوئے تھے۔ وہ حکمرانی کرتے تھے۔ ان میں پنڈت پوجاری بھی شامل تھے جو اکثر شاعر ہوا کرتے تھے۔ چونکہ یہ جنگجو طبقہ تھا اس لئے وقتاً فوقتاً آپس ہی میں لڑا کرتے تھے اور موقعہ پا کر وادیٔ گنگا میں گھس پڑتے تھے۔ یہ اپنا راجہ یا سردار منتخب کیا کرتے تھے جو اپنے وزیروں سے مشورہ کئے بغیر کام نہیں کرسکتا تھا۔ اُس کی دولت کا شمار اُس کے نوکر چاکر، گھوڑے رتھ۔ مویشی۔ سونا۔ لباس۔ اسلحہ اور جاہ و حشم سے ہوتا تھا۔ کبھی کبھار یہ راجہ دوسرے راجاؤں کے ساتھ مل کر ایک بڑی جنگ کیا کرتا تھا۔ شعراء ہمیشہ ساتھ رہا کرتے تھے اور مذہبی تہواروں پر اپنے راجہ کی اور اپنے دیوتاؤں کی تعریف کیا کرتے تھے۔

ادنیٰ درجے کے لوگوں میں کسانوں کا شمار ہوتا تھا جو اپنے بچوں کی پرورش کے لئے اور اپنے مویشیوں اور زمینوں کے لئے محنت کیا کرتے تھے۔ کچھ اور دھندے تھے جو چھوٹے

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) نرم لہجے والوں نے اپنے لیے آریائی (ایران، ایرانی، ایرانین) نام برقرار رکھا لیکن لفظ "ہندو" میں انھوں نے کئی رومانی تبدیلیاں کی ہیں۔ اس لفظ سے انھوں نے سارے جنوب اور جنوب مشرقی ایشیا کو ہند، ہندوستان، ہند چین، ہندی (زبان اور باشندے) اور ہندو (ایک مذہب کے ماننے والے) گردانا ہے اور اس لفظ کا یورپی متبادل لفظ انڈیا، انڈو چائنا، انڈونیشیا، ایسٹ انڈیز، ویسٹ انڈیز، ریڈ انڈینز (اہل ہند اور

[1] ازہی اور وِرِترا کا موازنہ کیجیے۔ ساتھ ہی ساتھ اس خیالی قصہ کے لیے اَوِستا کے ضحاک کے وصف پر بھی خیال کیجیے۔ (باقی حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

پیمانوں پر چلائے جاتے تھے مثلاً پارچہ بافی، دباغت، نجاری اور لہاری۔ تجارت پیشہ لوگ ہمیشہ سفر کیا کرتے تھے۔

عہدِ قدیم میں عورتوں کا درجہ بلند تھا۔ اُنہیں حق تھا کہ وہ اپنے اپنے شوہر تلاش کریں طلاق کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔ عمر بھر کے لئے جسمانی اور روحانی رفاقت پر زور دیا جاتا تھا ستی کا رسم معدوم تھا۔

لوگ ساز پر رقص کیا کرتے تھے۔ گھڑ دوڑ اور جوا بھی ہوتا تھا۔ شادی برات کے موقعوں پر یا جنازے کے ساتھ جلوس نکلا کرتے تھے۔ پوجاری لوگ سوما کا مقدس رَس نہایت احترام سے پیتے تھے۔ غریب عوام سورا (ایک قسم کی شراب) پی کر مست رہتے تھے۔ اُن کے اگلے وقتوں کے دیوتا در اصل زرعی زندگانی کے قدرتی یا فوق البشر نمونے ہوا کرتے تھے۔ لیکن اُن میں بھی اب تبدیلیاں آنے لگیں کیونکہ یہ لوگ اب پورے اطمینان وآرام کے ساتھ گرم اور بارانی علاقوں میں زندگی بسر کر رہے تھے۔

ایرانیوں کا بھی کم و بیش یہی حال تھا بجز اس کے کہ وہاں دو بڑے مذہبی رہنما وجود میں آئے۔ زرتشت (زرتشترا) مشرق میں نمودار ہوئے اور انہوں نے عملی طور پر نیک رہنے کا مذہب قائم کیا اور مغرب میں سائرس (کورو) کے لئے زمین ہموار کی تاکہ وہ ایک بڑی سلطنت قائم کر سکے۔ مذہب کی بنا پر اہالیان سندھ اُن میں جذب نہ ہو سکے گرچہ سلطنت میں وہ ایک جان و دو قالب ہو گئے۔

میں اب اُن باتوں کی طرف متوجہ ہوں گا جو انوکھی ہیں یا اب تک بہت کم بتائی گئی ہیں۔ مغربی علاقے کے آوستا کے ماننے والے قدیم باشندوں کے مانند قدیم، سندھی بھی امن پسند اور صلح جُو تھے۔ وہ سب وادیٔ سندھ میں ہجرت کر کے ایک جمِ غفیر میں آئے تھے۔ یہ کوئی یلغار نہ تھی۔ ہو سکتا ہے کہ معمولی قسم کی جھڑپیں ہوئی ہوں لیکن وہ اتنی اہم نہ تھیں کہ اُن کا ذکر کسی رزمیہ نظم میں فخر کے ساتھ بیان کیا جاتے۔ اصلی باشندگان کے مقابلے میں جو سطحِ مرتفع پر یا وادی میں کہیں کہیں سکونت پذیر تھے آریہ لوگ کثیر التعداد تھے۔ اُن کے پاس گھوڑے اور رتھ تھے لہٰذا وہ بہت جلد چاروں طرف پھیل گئے۔ وہ اپنے

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) امریکہ کے نیم تسبتی انڈینز)۔ بحر ہند، ہندوازم اور بالفعل انڈس ہے اسی اثنا میں لفظ سندھ رقبہ اور محل وقوع کے اعتبار سے گھٹتا بڑھتا رہا ہے اور وادیٔ سندھ کے ایک حصے کا نام بھی رہا ہے۔ ایرانیوں نے اس کو سندھ سے اور اس کے باشندگان کو ہندو کے نام سے یاد کیا ہے۔ عہد ساسانی میں اور عہد اسلام کے اوائل میں لفظ سندھ کا اطلاق وادیٔ سندھ پر

ساتھ اونٹ بھی لائے تھے جو وزنی سامان کے حمل ونقل میں کام آتا تھا اور سرسبز وشاداب علاقوں سے باہر ریتیلے میدانوں میں سفر کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ آریہ لوگ گنجان آبادی میں رہنے کے عادی نہ تھے اور اُن کے شہروں کے آس پاس والی زمین کھیتی باڑی کے لئے کافی نہ تھی اس لئے انہوں نے جنگلات میں آگ لگائی پھر اس زمین کو اپنے ہتھیاروں سے درست کرکے زرعی کاموں میں بدل دی۔ انڈس تہذیب والے کھیتی باڑی کے لئے بیلچہ اور کھرپا استعمال کرتے تھے۔ اُن کے برعکس آریہ لوگ بیلوں سے ہل چلاتے تھے جو موجودہ ٹریکٹر جیسے انقلاب آور ہتھیار یا آلہ معلوم ہوتے تھے وہ نہایت جفاکش تھے اور اپنی فصل اور اپنے مویشیوں کی افزائش کے لئے سال بھر دعائیں مانگتے تھے چاہے گرمی کا زمانہ ہو یا برسات کا۔ خزاں ہو یا سردی۔ ٹھنڈا موسم ہو یا موسم بہار۔

اُن کا دین وَاحدانیت والا نہیں تھا۔ پھر بھی وہ انہیں سچائی۔ ایمانداری اور خوش حال رہنے کی تلقین کرتا تھا۔ اُن کے دیوتاؤں اور دیویوں میں بہترین انسانی خوبیاں نمایاں تھیں۔ وہ بیک وقت قوی ہیکل، انتہائی مہربان، حد درجہ شریف، ہمدرد غمخوار، داتار، مددگار، دوست نواز اور والدین جیسے مشفق اور شفیق تھے۔

زبان

دارائے اعظم اپنی زبان کو جو قدیم فارسی تھی آریہ کہتا ہے۔ یہ بالکل بدیہی چیز ہے۔ وادیٔ سندھ میں ہمیں پرانے لکھے پڑھے پوجاری ملتے ہیں جو اپنی مقامی بولی کو سنسکرت کہتے ہیں۔ بندشِ الفاظ اور آرائش محاورہ کی وجہ سے سنسکرت کو پراکرت پر جو عام آدمی کی اصلی زبان تھی تفوّق حاصل تھا۔ ایرانیوں نے بھی اوِستا (بمعنی غیر معروف یا خفیہ) کا نام دے رکھا تھا کیونکہ مذہبی کتابوں کا سمجھنا اُن کے لئے مشکل تھا۔

بایں ہمہ اگر سنسکرت، قدیم فارسی اور اوستا کا غائر مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ آریہ زبان اپنے ابتدائی عہد میں ایک بین الصوبائی زبان تھی اور ایک سندھی

باشندہ ایرانی یا پارتھی یا سُغدی باشندے کے ساتھ اتنی ہی آسانی اور سہولت سے بات چیت کرسکتا تھا جیسا کہ وہ موجودہ زمانے میں اپنی زبان میں جنوب مشرقی ایران کے جدگال کے ساتھ یا مغربی ہند کی کچھی کے ساتھ بول سکتا ہے۔ آریہ زبان اس دور میں بڑے وسیع پیمانے پر بولی جاتی تھی جیسا کہ اُس سے نکلی ہوئی زبانیں ہمارے دور میں مختلف محدود علاقے میں بولی جاتی ہیں۔

لباس

مرد اور عورت ایک جیسا لباس پہنتے تھے۔ اُن کے جسم پر دو کپڑے ہوئے کرتے تھے ایک لنگوٹ اور دوسرا شال۔ ایک جسم سے لپٹا ہوا رہتا تھا اور دوسرا کندھوں پر سے لٹکایا جاتا تھا۔ باندھنے میں کمربند یا پن (نوک دار چیز) استعمال کرتے تھے۔ البتہ عورتوں کے کپڑوں گُل کاری مزید ہوا کرتی تھی۔ چاندی، سونے کے زیورات اور قیمتی جواہرات بھی مستعمل تھے۔

سندھیوں کی سی ثقافت والے کچھ اور لوگ بھی تھے مثلاً شمال میں گندھارا والے، شمال مغرب میں ستا جیدی اور مغرب میں میسی۔ ان سب کے بارے میں ہمیں اصطخر کے ابھرے نقوش سے بہت معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ وہ سب گرم آب وہوا کے رہنے والے ہیں۔ سبھوں نے لنگوٹ باندھ رکھا ہے۔ اُن کے چوغے تنگ ہیں اور ان کے پاس شالیں اور چپلیں ہیں۔ ان کی تلواریں چھوٹی ہیں۔ گندھاریوں کے پاس برچھے اور ڈھالیں ہیں اور سندھی دو دھاری کلہاڑیاں لئے ہوئے ہیں۔ جلوس میں سندھی اپنی لاٹھیاں اُٹھائے ہوتے ہیں جیسا کہ اب بھی ان کا دستور ہے۔ ان نقوش میں ہمیں سندھ کے بیل اور گدھے کے بہترین نمونے ملتے ہیں۔ کندھوں پر بانس رکھ کر اُس کے دونوں سروں پر لٹکائی ہوئی ٹوکریوں میں سامان لے جانے کا قدیم رسم بھی بتایا گیا ہے۔

ہیرودوت (ہیروڈوٹس) نے ایرانی ماخذ سے بہت سی باتیں دریافت کرکے ہمیں بتائی ہیں۔ اس کا بیان ہے کہ سندھی اور گندھاری بڑے نیزہ باز تھے سلطنت

میں سب سے بڑا خطہ سندھ کا تھا جو بہت آباد اور متمول تھا۔ سکندر اعظم کے ساتھ جو یونانی آئے تھے اُن کا کہنا ہے کہ سندھی کے پاس دو بھالے اور ایک چھوٹی ڈھال ہوا کرتی ہے۔ اُن کی کمانیں اپنے تیر انداز کے قد کے برابر ہوتی ہیں۔ تیر اندازی کے وقت اپنی کمانوں کو وہ زمین پر کھڑی کرتے ہیں اور اپنا بایاں پاؤں اُس پر رکھ کر تانت کو زور سے پیچھے کی طرف کھینچتے ہیں۔ اُن کے تیروں کی لمبائی چار فٹ ہوتی ہے اور ڈھال یا چار آئینہ کتنے ہی مضبوط کیوں نہ ہوں ان تیروں کی زد سے نہیں بچ پاتے۔ ہر ایک کے پاس ایک چوڑی تلوار ہوتی ہے جو ساڑھے چار فٹ لمبی ہے۔ وہ شمشیر زنی کے وقت اپنے دونوں ہاتھ استعمال کرتے ہیں۔ اُن کے تیروں کی نوکیں آہنی ہیں۔

وہ حصہ جو پاکستان ہے

اگر ہم پاکستان کا نسلی اور ثقافتی جائزہ لیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ گندھاری، ستاجیدی، میسی، سندھی اور چند دنگی اور اراکوشی (جو شمال مغربی سرحد میں رہتے ہیں) کو ملاکر موجودہ سلطنت پاکستان بن جاتی ہے۔ صرف ایک فرق رہتا ہے کہ اُن میں پچھلے باہمی اختلافات رونما نہیں ہوئے تھے اور وہ شمال مغرب میں اپنے ایرانی بھائیوں سے قریب تر معلوم ہوتے تھے۔

سندھ بحیثیت ایک صوبہ

ہخامنشی بادشاہوں نے سندھ اور اُس کے قرب و جوار کے علاقے کو اپنی سلطنت میں انضمام کر لیا تھا۔ مگر اس باب پر علماء نے بہت کم توجہ دی ہے۔ شہنشاہوں نے یا اُن کے ہم عصر یونانی مؤرخوں نے وادئ سندھ کی کسی جنگ کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ وہ تو صرف یہ کہتے ہیں کہ دارا نے ایشیا کا بیشتر حصہ دریافت کیا۔ دارا چاہتا تھا کہ اُسے معلوم ہو کر دریائے سندھ کس جگہ جا کر سمندر میں ملتا ہے۔ اس غرض سے اُس نے چند معتمد آدمی بھیجے۔ کیرانڈا کا اسکائی لیکس بھی ان میں شامل تھا۔ اس نے سمندر کی راہ دریائے سندھ پر کشتی سے سفر کیا۔ جب یہ سفر اختتام پذیر ہوا تو دارا نے سندھیوں پر غلبہ پالیا اور ان کے علاقے والے سمندر سے فائدہ حاصل کرنے لگا۔

دوسو سال بعد جن مشکلات کا سکندر کو سامنا کرنا پڑا اگر اُس کے عشر عشیر سے بھی دوچار ہونا پڑا ہوتا تو یہ کہہ کر ختم کر دیا جاتا کہ غلبہ پا لیا۔ اہل سندھ بہت بہادر تھے اور فنِ جنگ میں ماہر تھے۔ اس کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ ہخامنشی افواج میں وہ معتمد سپاہی مانے جاتے تھے۔ انہوں نے بدنصیب دارائے سوئم کی حمایت کی۔ یہی وہ لوگ تھے جو زوال سلطنت کے بعد بھی خوب کشمکش کرتے رہے۔ گرچہ سکندر کی سندھ والی مہم کا تذکرہ نہایت مبالغے سے کیا جاتا ہے لیکن ہمیں تو یہ پتہ چلتا ہے کہ سکندر نے نہ تو موسم کا خیال کیا اور سمندر کے طوفان کا اور نہ بے برگ و آب ریگستان کا اور بدحواس ہو کر راہ فرار اختیار کی۔ بالآخر وہ مقبوضہ ایران میں پہونچا۔ اُس کو گھائل کرنے والا ایک سندھی ہی تھا۔

مزید برآں اگر اس زرخیز صوبے میں دو سو برس تک کوئی شور یا فساد ہوا ہوتا تو مؤرخین اُس کا کہیں نہ کہیں ذکر ضرور کرتے۔ میرا خیال ہے کہ جو کچھ سندھیوں نے کیا وہ یہ تھا کہ انہوں نے آریاؤں اور اُن کے اتحادیوں سے مل کر ایک معاہدہ کیا جو سب سے پہلا بین الاقوامی معاہدہ تصور کیا جا سکتا ہے۔ اس معاہدے کی پیروی تادم آخر کرتے رہے جب یہ معاہدہ بے کار ثابت ہوا تو انہوں نے سکندر مقدونی کو بے انتہا پریشان کرنا شروع کیا تا آنکہ اُسے ملک چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ جب اُنہیں ایرانیوں سے مایوسی ہوئی تو انہوں نے اپنے مشرقی دوستوں سے ساز باز کی اور ایک نئی سلطنت قائم کر لی۔

چونکہ یونانیوں نے ایران کے بڑے حصّہ پر قبضہ کر لیا تھا لہٰذا سندھ اور ایران سیاسی طور پر ایک دوسرے سے الگ ہو گئے اور اُن کے معاشرے میں بیگانگی پیدا ہونے لگی۔ اس کے ساتھ ساتھ قدیم آبائی عہد بھی ختم ہوا۔ لیکن سندھ کی سوہنی دھرتی کی چہل پہل اب تک قائم و دائم ہے اور دریائے سندھ بھی حسب معمول کبھی دھیمی رفتار سے اور کبھی طغیانی میں آکر بحر ہند میں جا ملتا ہے اور نیک نہاد سندھیوں کے لئے ہمیشہ عہد ساز اور عہد آفریں ثابت ہوتا رہے گا۔

تعلیقات

قدیم آریاؤں نے دعاؤں کا مجموعہ ترکے کے طور پر چھوڑے ہیں۔ اس سے ہمیں اُن کے طور طریقوں کی کچھ جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ ان کے نام رگ وید اور اتھروا وید ہیں اوّل الذکر امراء کے لئے بھجن کا مجموعہ ہے اور دنیا کی قدیم ترین مذہبی کتاب سمجھی جاتی ہے۔ ثانی الذکر ادنیٰ قسم کے لوگوں کے لئے تھا۔ ان دونوں کے درمیان سَاما اور یجور وید ہیں جو اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن ہمیں ان دونوں موخر الذکر کتابوں سے کوئی لگاؤ نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں وادیٔ سندھ سے باہر بہت بعد میں تالیف ہوئی ہیں۔ اس کے بعد اوستا کا مقام ہے جو اُن کے ہم عصر مشرقی ایرانیوں کا مقدس مجموعہ ہے۔ میرے مضمون کے تاریخی پہلو کے متعلق میں نے ہخامنشیوں کے چٹانی کتابوں سے کام لیا ہے۔ اُن کے ہم عصر یونانی کتابوں سے بھی چند اقتباسات لیے گئے ہیں تاکہ کچھ باتیں وضاحت سے بیان کی جائیں۔

میں نے اُن معلومات کا بھی خلاصہ لکھا ہے جو دوسرے علما نے شرح و بسط کے ساتھ بیان کی ہیں۔ میرا مقصود اُن کا اعادہ نہیں تھا۔ میں نے تو زیادہ تر اپنا ہی مضمون تیار کرنے کی کوشش کی ہے۔

مذکورہ بالا کتابیں میری معلومات کے لئے چھوٹے یا بڑے مآخذ ہیں۔ میں نے اپنے مضمون میں کہانی کا ایک ہی رخ لیا ہے۔ دُوسرا رُخ میں نے ماہرینِ آثار قدیمہ کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ وہی لوگ اس رُخ کا انکشاف اچھی طرح سے کر سکتے۔ ذیل کی تشریحات بھی آریوں پر تحقیق کرنے والے مبتدیوں کے لیے ہیں۔ میں نے حوالہ جات اور کتابوں کی فہرست بھی نہیں دی ہے۔ یہ مضمون تو میری زیر ترتیب کتاب بعنوانِ "ایران میں وادیٔ سندھ کے لوگ" کا نچوڑ ہے۔